www.KitaboSunnat.com

حرم کے عظیم پاسبان اور کتاب و سنت کے بیدار چشم دربان

حضرت شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو گئے

.... إنا للہ وإنا إليه راجعون

۲۵ مارچ۔ پاسبان حرم اور سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل بن عبدالعزیز ایک قاتلانہ حملہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

فرمانروائے حجاز پر ان کے بھتیجے شہزادہ فیصل بن سعد بن عبدالعزیز نے نہایت قریب سے ریوالور سے متعدد گولیاں چلائیں۔ (نوائے وقت ۲۶ مارچ)

قاتل شاہ فیصل علیہ الرحمۃ کا بھتیجا ہے، جب وہ کمرے میں داخل ہوا، اس وقت شیخ عیانی اور شیخ کاظمی شاہ کے کمرے میں داخل ہونے والے ہی تھے، قاتل نے باڈی گارڈوں کو ایک طرف دھکیل دیا اور دروازہ کھول کر کمرے میں جا پہنچا۔ باڈی گارڈوں نے زیادہ مزاحمت اس لیے نہ کی کہ وہ شاہ کا بھتیجا ہے، قاتل کے تیور بھانپ کر چیف آف پروٹوکول احمد عبدالوہاب نے اسے روکنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ شاہ فیصل المعظم حسب روایت اپنے بھتیجے کو بوسہ دینے کے لیے آگے بڑھے۔ اس نے گولی چلا دی جو شاہ فیصل کے سر پر لگی، شاہ گرنے لگے تو اس نے ایک اور گولی چلا دی جو گردن میں شاہ رگ کے قریب لگی، دوسرے فائر کی آواز پر باڈی گارڈ اندر لپکے۔ (نوائے وقت ۲۸ مارچ)

اس سے پہلے (۲۶ مارچ) یہ خبر دی گئی تھی کہ شاہ فیصل دربار لگائے ہوئے تھے اور شہزادہ انھیں عید میلاد کی مبارکباد دینے آیا اور انھیں گولی مار دی ...... محافظوں نے اس سے کہا کہ وہ میٹنگ ختم ہونے کا انتظار کرے لیکن اس نے پرواہ نہ کی (۲۸ مارچ، نوائے وقت)

لیکن مصر کے کثیر الاشاعت روزنامہ "الاخبار" نے ان اطلاعات کو غلط قرار دیا ہے کہ قاتلانہ حملہ شاہی محل میں محفل میلاد کے دوران کیا گیا۔ (۲۸ مارچ۔ نوائے وقت)

تازہ اطلاع یہ آئی ہے کہ :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منگل کو شہزادہ فیصل عین اس وقت محل میں پہنچا جب، کویت کا ایک وفد ایک وزیر کی قیادت میں شاہ فیصل کے پاس موجود تھا، اس کویتی وزیر نے ۱۹۶۶ء میں، شہزادہ فیصل کے ساتھ کولوریڈو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی اور دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شہزادہ فیصل نے محل میں داخلے کے لیے بھی، بہانہ تراشا تھا کہ وہ اپنے کویتی دوست سے ملنا چاہتا ہے۔ (نوائے وقت ۲ اپریل)

شاہ فیصل کے قاتل کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ کمیونسٹ نظریات کا حامی ہے اور "سرخ شہزادہ" کے نام سے مشہور ہے اور وہ ایک خفیہ ریڈیو سٹیشن سے "سعودی عرب کی رجعت پسند بادشاہت" کے عنوان سے پروپیگنڈا میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا ہے۔ بیروت کے اخبار "لا اورینٹ" کے مطابق شہزادے کے کار ڈرائیور کو بھی حراست میں لے لیا گیا ہے، جس وقت شہزادہ قاتلانہ حملہ کے لیے محل میں داخل ہوا وہ کار کو ادھر ادھر اس انداز میں چلاتا پھر رہا تھا جیسے وہ محل کا محافظ ہو (نوائے وقت ۲۷ مارچ)

شاہی خاندان نے ولی عہد خالد بن عبدالعزیز کو متفقہ طور پر نیا بادشاہ منتخب کر لیا ہے اور شہزادہ فہد بن عبدالعزیز کو ولی عہد بنا دیا گیا ہے۔ (نوائے وقت۔ ۲۶ مارچ)

اگلے دن مرحوم کو بعد نماز عصر ریاض کے مرکزی قبرستان میں ان کے والد شاہ ابن سعود کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین کے وقت ہزاروں بدو بھی موجود تھے، جب میت لحد میں اتاری گئی تو انھوں نے بھی دعا کی۔

"اے خدا! ہمارے روحانی باپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔" (امروز ۲۸ مارچ)

شاہ فیصل موحد اور متبع سنت تھے

شاہ فیصل درویش، شب زندہ دار، موحد اور متبع سنت بادشاہ تھے۔ سرکش نہیں تھے۔

درویشی کا یہ عالم کہ: شاہی محل کے بجائے ہمیشہ ایک سادہ سے مکان میں رہائش رکھی، یہی حال ان کے دفتر کے کمرے کا تھا۔ ایک دفعہ ان کی خوابگاہ کے ملحقہ غسل خانے میں بہت قیمتی سامان لگایا تو آپ نے اسے نکلوا دیا اور کہا کہ:

"ہم سادہ لوگ ہیں ہمیں سادہ چیزیں چاہئیں۔"

سادگی کا یہ رنگ قبر تک قائم رہا، چنانچہ اب بھی وہ ایک بے نام و نشان قبر میں ہی محو خواب ہیں۔ اخباری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی قبرستان کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں جو ریاض کے نواح میں واقع ہے۔ اس چار دیواری کے اندر بے نام ونشان قبریں ہیں جن میں شاہی خاندان کے دیگر افراد محوِ خواب ہیں، سعودی روایات کے مطابق ان کی قبروں پر کتبہ ہے نہ لوح، بلکہ یہ قبریں بھی عام شہریوں کی قبروں کی طرح ہیں۔ ان قبروں پر سنگِ مرمر کا کوئی کتبہ یا لکڑی پر کندہ کوئی تحریر نہیں اور نہ کوئی نشان ہے جس سے قبر میں محوِ آرام شخصیت کا پتہ چل سکے (نوائے وقت ۲۰ مارچ)

سعودی وارث تاج وتخت کو "تاج" نہیں پہنایا جاتا۔ بلکہ نہایت سادگی سے ان کی امارت کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ (وفاق)

دوپہر کا کھانا کھاتے تو تمام مستری معمار وغیرہ کو جو اس وقت موقع پر موجود ہوتے، شریکِ طعام کر کے تناول فرماتے (وفاق)

عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ:۔

شاہ بڑے تہجد گزار اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرنے والے انسان تھے۔ ان کی آنکھیں ہمیشہ پُرنم رہتی تھیں، اشک بار رہنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے نیچے گڑھے پڑ چکے تھے، دو تین سال ان کی کیفیت میں عجیب تبدیلی رُونما ہو چکی تھی، ان پر آخرت کا خوف بے پناہ حد تک طاری ہو چکا تھا اور وہ ہر دم موت کو یاد کرتے رہتے تھے۔

نیز کہا کہ:۔

شاہ پوری نماز ادا کرنے کے بعد، اللہ کے حضور ایک طویل سجدہ کیا کرتے تھے، اس میں وہ تمام دعائیں دہراتے تھے جو سلطان عبد العزیز نے ایک مجموعے کی صورت میں مرتب کی ہیں (نوائے وقت ۲۴ مارچ)

آپ کو شخصیتوں کے بجائے اصولوں سے محبت تھی، جن کا جامع نام اسلام ہے، جہاں اسلامی حیا، غیرت اور کردار کا فقدان ہوتا وہاں ان کا جواب صاف ہوتا کہ:

إِنَّا بُرَءَآؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ۔

لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر ایک دعوت میں شیخ مجیب الرحمٰن، شاہ فیصل کے ایک طرف اور مسٹر بھٹو دوسری طرف بیٹھے تھے، شیخ مجیب نے شکوہ کے طور پر شاہ فیصل سے کہا کہ آپ بھٹو سے میری نسبت زیادہ محبت کرتے ہیں، شاہ فیصل نے کہا۔

اس میں شک نہیں کہ میں پاکستان سے محبت کرتا ہوں، مجھے محبت بھٹو یا مجیب سے نہیں، پاکستان سے ہے جو پاکستان کے لیے کام کرے مجھے اس سے محبت ہے اور جو پاکستان کی مخالفت کرے مجھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے کس طرح محبت ہو سکتی ہے۔ (وفاق، ۲۸ مارچ)

پروفیسر غلام اعظم نے حالیہ حج کے موقعہ پر شاہ فیصل سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے بنگلہ دیش کو تسلیم نہیں کیا ..... آپ کے اس اقدام کا سبب کیا ہے؟ شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں بنگلہ دیش کو کیسے تسلیم کر سکتا ہوں، مجیب نے اسلامی ریاست کا ایک حصہ کاٹنے کے بعد اس کو لادینی مملکت قرار دے دیا ہے۔ جب تک مجیب یہ اعلان نہ کر دے کہ بنگلہ دیش اسلامی ریاست ہے، میں اسے کبھی تسلیم نہیں کروں گا۔ (وفاق۔ ۲۸ مارچ)

جب ہم نے شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ غیرت مندانہ بیان پڑھا تو شرم سے ہماری گردن جھک گئی، کیونکہ پوری قوم کی مرضی کے علی الرغم دینی غیرت اور ملی حمیت کے برعکس مسٹر بھٹو نے عالم اسلام کے تمام سربراہوں کی موجودگی میں اسے تسلیم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ انا للہ!

آپ کے نزدیک یہ "اصول برحق" صرف دوستی اور دشمنی یا اخذ و ترک کا معیار نہیں تھا بلکہ آپ کے نزدیک یہ دینی، تمام مکارم حیات، اور معراج زندگی کا ضامن بھی ہے۔ ۱۹۶۶ء میں دورۂ پاکستان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔

ہمارے دین اور اس کے قوانین میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ہمیں ان کمتر نظریات کو درآمد کرنے سے بے نیاز کر سکتا ہے، جسے نفس انسانی نے تیار کیا ہے، کیونکہ اسلام خدا تعالیٰ کا قانون ہے، جسے اس نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا اور وہ اپنی تخلیق کے مفادات کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

شاہِ ایران کی طرف سے دیے گئے عشائیہ میں شاہ فیصل نے کہا۔ اعلیٰ حضرت! ہمارا مذہب ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم ترقی کریں اور آگے بڑھیں اور اعلیٰ روایات، اور بہترین اطوار کا بار اٹھائیں، آج کے دور میں جس چیز کو ترقی پسندی کہا جاتا ہے اور جس کے لیے مصلحین شور مچاتے ہیں، خواہ یہ ترقی سماجی، انسانی یا اقتصادی ہو، دین اسلام اور اس کے قوانین میں مکمل طور پر موجود ہے لیکن اس کے لیے ضرورت ہے کہ ہم اسے اپنے مذہب میں تلاش کرنے کی زحمت گوارا کریں۔ ۱۹۶۵ء میں دورۂ ایران)

۱۹۶۴ء میں جب آپ کی تخت نشینی ہوئی تو آپ نے اعلان کیا کہ:

میں جس دستور کی پابندی اور وفاداری کا حلف اٹھاتا ہوں وہ قرآن ہے، ہمارا دستور قرآن ہوگا اور ہم اپنی زندگی اور سلطنت کے امور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق طے کریں گے (ازانٹ نوٹ ہیرالڈ ۲ اپریل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ معروف معنوں میں سعودی حکومت کا کوئی مدون دستور نہیں ہے کیونکہ ان کا دستور قرآن و سنت ہے اور وہ صدیوں پہلے موجود ہے۔ باقی رہا قرآنی آئین اور دستور کو کیوں مدون اور مرتب نہیں کیا گیا؟ تو صرف اس لیے کہ اس میں اجتہاد کو بھی دخل ہوتا ہے جس طرح حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا مالک کو عباسیہ مملکت کا ملکی دستور بنانے کی اجازت نہیں دی تھی اسی طرح انھوں نے بھی اپنی طرف سے کوئی چیز مسلمانوں پر مسلط کرنے سے پرہیز کیا ہے بلکہ علماء اور قضاۃ کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ وہ ان کا کیا مفہوم متعین کرتے ہیں؟ ہمارے نزدیک اسلامی دستور کی یہ وہ خوبی ہے جو دنیا کے دوسرے دساتیر میں نہیں پائی جاتی۔

توحید کے سلسلے میں مرحوم انتہائی ذکی الحس واقع ہوئے تھے، جو بات حق تعالیٰ کے شایان ہوتی ایسے کسی دوسرے کے حق میں استعمال کرنے سے نفرت کرتے تھے۔

میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے بتایا کہ،

ہمارے وفد کے ترجمان نے شاہ فیصل کو مخاطب کرنے کے لیے "ہز میجسٹی جلالۃ الملک" کے الفاظ استعمال کیے۔ اس پر شاہ فیصل نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ:

جلالۃ الملک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، میں نہ ہز میجسٹی ہوں اور نہ جلالۃ الملک، میں مسلمانوں اور اسلام کا ادنیٰ خادم ہوں اور یہ میری خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا موقع عطا فرمایا ہے اور میں حرمین شریفین کی خدمت کر رہا ہوں (وفاق)

۱۹۶۴ء میں جب شاہ فیصل علیہ الرحمۃ کی تخت نشینی ہوئی تو سعودی وزیر اطلاعات نے ریاض ریڈیو سے دو ایسے لفظ استعمال کیے جو شاہ فیصل کے اسلامی احساسات کے منافی تھے۔ ایک خطاب "جلالۃ الملک" کا دوسرا مملکت سعودیہ کے تخت کو "عرش المملکۃ السعودیہ" سے تعبیر کیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان دونوں لفظوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ:-

کوئی انسان "جلالت مآب" نہیں ہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو جلال و عظمت سزاوار ہے اور اس کائنات میں اللہ کے عرش کے سوا کسی کا کوئی عرش نہیں ہے، میں اللہ کا عاجز بندہ ہوں اور مسلمانوں کی خدمت میرے سپرد کی گئی ہے۔

مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:-

میں جامعہ کے نائب صدر کے اس بیان کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں انھوں نے مجھے "ایمان والوں کا بادشاہ" کہا ہے، میں کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا جتنے ایمان والوں کے بادشاہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اسلامی خلفا رکھتے، میں ایمان والوں کا خادم ہوں اور مسلمانوں کا نوکر ہوں۔

چونکہ اخبارات "جلالۃ الملک" کا لقب برابر استعمال کرتے رہتے تھے اس لیے آپ وقتاً فوقتاً اس پر ٹوکتے رہتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی اسلامی کانفرنس کے موقع پر وفد کے ترجمان جناب کمال الشریف نے اپنی تقریر میں جلالۃ الملک کا لفظ استعمال کیا۔ تقریر کے بعد شاہ فیصل علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مجھے اس تقریر پر یہ اعتراض ہے کہ مسلمانوں کے ایک ادنیٰ خادم کو جلالۃ الملک، کہا گیا ہے جو کسی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ (نوائے وقت ۲۰ مارچ)

الغرض، شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ ایک بندۂ حنیف، اَوّاہ، بندۂ منیب، ملت اسلامیہ کے عظیم رہنما اور مسلمانانِ عالم کے روحانی باپ تھے، ہمارے سر سے ان کے دستِ شفقت کے اٹھ جانے سے ہم یتیم ہو گئے ہیں۔

قبرص کے مسلمانوں پر کوئی آنچ آئے یا کشمیری مسلمانوں کے مستقبل کا سوال اٹھے، فلسطین کی آزادی کا قضیہ ہو یا صیہونیت کی یورش سے دو عرب کو بچانے کی کوئی بات ہو، پاکستان کے خلاف بھارت کی شرارتیں ہوں یا بنگلہ دیش کی بے حمیتی کا کوئی واقعہ ہو۔ اریٹیریا کے مسلمانوں کا المیہ ہو یا فلپائنیوں کا آپ ہر حال بے چین ہو جاتے تھے، مرحوم ایک خدا ترس، غریب پرور، دینی تحریکوں کے سرپرست و مدرسہ جات کے نقیب اور عالمِ اسلام کے غمگسار تھے۔

پاکستان پر جو بیت رہی ہے اور جن خطرات میں وہ گھرا ہوا ہے، مرحوم کو اس کا شدید صدمہ تھا، جب سقوطِ ڈھاکہ کا سانحہ پیش آیا تو صدمہ کی شدت سے ان کی آنکھیں دیر تک اشکبار رہیں اور وہ کئی راتوں تک سو نہ سکے۔ کہتے ہیں کہ ایک دوست نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد شاہ سے کہا کہ:

"اب شاید پاکستان کے لیے خود پاکستان کے اندر بھی کوئی رونے والا نہ ہو۔"

شاہ نے کہا:

"میں اس لیے روتا ہوں کہ شاید پاکستان کے لیے اب اور کوئی رونے والا نہیں رہا۔"

شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ حرم کے غیور پاسبان اور کتاب و سنت کے بیدار چشم دربان تھے اور شایانِ شان تھے، ان کی شہادت سے ہمیں سخت دکھ ہوا ہے، خدا کے لیے تو کوئی بات بھی مشکل نہیں، تاہم بظاہر فی الحال مستقبل قریب میں اس کی تلافی ہمیں بہت ہی مشکل نظر آتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ